رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مضامین بنام ایڈیٹر

اور

باقی تمام خط وکتابت منیجر

الفضل قادیان کے پتہ پر ہو!

ظلمتیں کافور ہو جائیں گی اک دن دیکھنا میں بھی اک نورانی چہرہ کے پرستاروں میں ہوں

چندہ مقامی خریداران

چندہ غیر ممالک سے

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب

جلد ۱ ۔ مورخہ ۶ جون ۱۹۱۴ء مطابق ۱۰ رجب ۱۳۳۲ھ ۔ بروز ہفتہ ۔ نمبر ۵۲ (الف)

مدینۃ المسیح

۱۔ حضرت ابن المسیح بخیر وعافیت ہیں۔ اس جمعہ کے خطبہ میں حضور نے ایک آیت سے استدلال کرتے ہوئے ادب پر نہایت لطیف تقریر فرمائی۔

۲۔ ایک صاحب دِتو نام ساکن بریال (ریاست جموں) نے آپکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اسلامی نام شیخ عبد الرحمن رکھا گیا۔ اچھا کھاتا پیتا آدمی ہے۔ اس سے پہلے ایک عیسائی جو بائبل سے بڑی واقفیت رکھتا تھا۔ مسلمان ہو چکا ہے۔ مگر ہم نے ایسی خبروں کو کبھی کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ اسلام کا احسان ہے۔ کہ وہ کسی کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیتا۔ اور بھولے بھٹکوں کو جنت کی راہ دکھاتا ہے۔

تازہ خبریں۔ ۱۔ لنڈن میں مسٹر لائیڈ جارج ایک عظیم الشان جلسہ میں پارلیمنٹ کے متعلق لیکچر دے رہے تھے حقوق طلب عورتوں نے ہتھوڑوں سے کھڑکیوں کو توڑ ڈالا۔ ۲۔ پیرس ۲ جون کیبنٹ نے آج استعفا دیدیا۔ ۳۔ وو کنگ میں بیگم بھوپال کے تین ہزار روپیہ سے ایک ہال بنیگا۔ ۴۔ ایک سٹیمر دریائے رنگون میں مع سات آدمیوں کے ڈوب گیا۔

وی پی کے متعلق منیجر کی ضروری اطلاع

الفضل کے آئندہ سال کے لئے (جو ۱۸ جون سے شروع ہوگا) پیشگی چندہ وصول کرنے کے لئے وی پی آتے ہیں۔ سہولت کے واسطے یہ انتظام کیا گیا ہے۔

۱۔ جو خریدار سہ ماہی قیمت دینے کے عادی ہیں۔ ان کے نام سہ ماہی قیمت کا اور جو ششماہی دیا کرتے ہیں۔ ان کے نام ششماہی چندہ کا وی پی بحساب چھ روپے سالانہ ہوگا۔

۲۔ جن اصحاب نے خود ہی مدت مقرر فرمادی ہے۔ ان کو اسی مدت کے مطابق وی پی ہوگا۔ مثلاً ۴ ماہ والوں کو ۲ روپیہ کا۔ جنھوں نے پورے سال کی اجازت دی ہے انہیں پورے سال کا۔ مگر ۸ زائد کر لئے جائیں گے۔ جو ۱۸ مارچ سے ۱۸ جون تک کا بقایا ہوگا۔

۳۔ مگر یہ بات ضرور نوٹ کر لینی چاہیئے۔ کہ چونکہ ۱۸ مارچ سے اخبار ہفتہ میں تین بار جارہا ہے۔ اس لئے جن لوگوں کی قیمت بحساب ۴ روپے سالانہ ۱۸ جون تک وصول ہے ان سے آخری سہ ماہی کا چندہ ۸ زائد وصول کرنے کے لئے (کیونکہ آخری سہ ماہی میں اخبار ہفتہ میں تین بار رہا ہے) وی پی ہیں

۸ کی رقم بڑھادی گئی ہے۔

۴۔ پس بعض احباب کے نام بقایا سہ ماہی گذشتہ ۸ و پیشگی سہ ماہی آئندہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ وصول کرنے کے لئے ۲ کے اور بعض احباب کے نام بقایا سہ ماہی گذشتہ ۸ و پیشگی ششماہی آئندہ ۳ روپے کے اور بعض احباب کے نام بقایا سہ ماہی گذشتہ ۸ اور پیشگی سال آئندہ ۶ روپیہ وصول کرنے کے ۶ روپے کے وی پی ہونگے۔ جو وصول فرما لینے چاہئیں۔ بغیر وصول پیشگی اخبار جاری رہنا مشکل ہے۔

۵۔ جو اصحاب ایسے وقت میں خریدار ہوئے ہیں۔ کہ ان کا چندہ سالانہ جون میں ختم نہیں ہوا۔ چونکہ ان سے قیمت بحساب چار روپے سالانہ لی گئی تھی۔ وہ نوٹ کرلیں۔ کہ ۱۸ مارچ سے اوّل تو چار روپے سالانہ ہی قیمت لی جائیگی۔ مگر اس کے بعد چھ روپے سالانہ کے حساب قیمت لیجائیگی۔ اور اسی شرح کے مطابق ان کی قیمت جب ختم ہوگی۔ تب ان کو وی پی کیا جائیگا۔

درخواست دعا۔ ماسٹر عبد الرحمن صاحب نو مسلم امتحان بی۔ اے۔ دے چکے۔ تمام احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں۔

باہتمام منشی غلام رسول صاحب منیجر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر کیلئے شائع ہوا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے تیرہ چودہ ہزار روپیہ خرچ کر کے مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز ملازم صدر انجمن احمدیہ سے قرآن شریف کا ایک انگریزی ترجمہ معہ نوٹس تیار کرایا ہے۔ اس کے متعلق انجمن کے سوا اور جگہ بھی سنا ہے۔ کہ روپیہ جمع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو اصحاب اس کار خیر میں چندہ دینا چاہیں وہ براہ راست محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کے نام بھیجا کریں۔ کیونکہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سوا اور کسی کو اس ترجمہ کے شائع کرنے کا حق نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اس ترجمہ کی اشاعت کے لئے صدر انجمن کے سوا کسی اور جگہ روپیہ بھیجیگا۔ تو وہ اپنے مال کو غیر ذمہ وار ہاتھوں میں دیکر ضایع کریگا صدر انجمن احمدیہ قادیان ایک رجسٹرڈ باڈی ہے اس کے ہاتھ روپیہ دینے سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں۔ اس کے سوا کوئی شخص واحد یا انجمن اس ترجمہ کے شایع کرنے کا مجاز نہیں۔ اور نہ وہ اس غرض کے لئے روپیہ وصول کرنے کا قانوناً مجاز ہے۔ لہذا پبلک کی اطلاع کے لئے اعلان شایع کیا جاتا ہے۔

شیر علی
سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہندوستان میں تبلیغ

عاجز بخیریت سنگراہ پہنچا۔ کٹک سے تھوڑی دیر ریل ہے۔ اس کے بعد گڈے کی سواری جیسے قادیان و بٹالہ کے درمیان گڈے چلتے ہیں۔ یا جن پر پالکی لادی جاتی ہیں۔ کچی سڑک اور ۲۰ میل کا سفر۔ الامان۔ گرد کا خوب لطف آیا۔ اللہ آپ کا نام ہو۔ کہ آپ کی طفیل اہل قادیان۔ بلکہ کٹک سے اٹک تک پھر سب ایک ہیں اور سب دعائیں یاد آتے ہیں۔

سنگراہ چند گاؤں کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو قریب قریب واقعہ ہیں۔ کوئی بھی ہیں سب سے زیادہ ہیں۔ سارا گاؤں احمدی ہے۔ صرف ایک شخص بطور نمونہ غیر احمدیت کے باقی ہے۔ مسجد احمدیوں کی ہے۔

کٹک سے پوری جانیکا بھی خیال یہاں آکر پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ پوری یہاں کی گورنمنٹ کا صدر مقام ہے اور اس جگہ بھی ممکن ہے۔ کہ کچھ تبلیغ ہو جائے۔

۲۔ ۲۹۔ مئی۔ آج یہاں دو وعظ ہوئے۔ ایک ایسے گاؤں میں جو غیر احمدیوں کا ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت۔ مہدویت اور نبوت پر مفصل تقریر ہوئی۔ اکثر لوگوں نے اقرار کیا۔ کہ باتیں بالکل سچی ہیں۔ بالخصوص نوجوان بہت سے احمدیت کے قریب ہو گئے۔ فالحمد للہ

۳۔ ۳۰۔ مئی۔ وعظ سے یہاں کے مخالفین کے درمیان بہر جوش ہے۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ ہم کوئی مولوی بلاتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ اچھا ہم نے سب وعظ مان لیا ہماری نمازیں ایک ہو جائیں۔ میں نے کہا ہے کہ وہ کہہ دیں۔ کہ وعظ میں جو مرزا صاحب کو مسیح اور مہدی کہا گیا ہے۔ وہ برحق ہے۔ ہم نے مان لیا۔ تو ہم نمازیں ایک کر دیں گے۔

(محمد صادق عفی اللہ عنہ)

مسجد نور میں سنگ مرمر کا فرش

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے بورڈرز نے بوساطت خرد ایک لمبی چوڑی مراسلت بھیجی ہے۔ کہ ایک روز ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ماسٹر صدرالدین صاحب کے سامنے مسجد نور کے ٹاٹوں کو ناپسند کرتے ہوئے وعدہ فرمایا تھا۔ کہ میں مسجد نور کا فرش سنگ مرمر کا بنوا دونگا۔ ڈاکٹر صاحب اپنے وعدہ کا ایفا فرمائیں۔

بیچارے ڈاکٹر مرزا صاحب کس کس وعدے کو پورا کریں انھوں نے ایک وعدہ تو احمدؑ کے ہاتھ پر بیعت کرتے وقت فرمایا تھا۔ جسے اب وہ احمدؑ نہیں سمجھتے۔ کیونکہ اگر احمدؑ مانیں تو ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے ماتحت اسے رسول اور اس کی بیعت کو جزو ایمان ماننا پڑتا ہے۔ پھر دوسرا وعدہ خلیفۃ اول کے ہاتھ پر فرمایا۔ یعنی یہ تسلیم کیا۔ کہ مسیح موعود کے بعد سلسلۂ خلفاء ہے۔ اور پھر خلیفہ کے اختیارات کے متعلق یہ اعلان کیا۔ کہ اس کا حکم ہمارے لئے ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ مسیح موعود کا۔ اب اس وعدہ کا ایفاء بھی ان کے لئے محال ہو گیا ہے۔

تیسرا وعدہ یہ تھا۔ کہ قادیان کو سلسلۂ احمدیہ اور انجمن کا مرکز سمجھوں گا۔ اس کے خلاف لاہور مدینۃ المسیح بن رہا ہے پس سنگ مرمر کا فرش بھی وہیں کے کسی ہال میں لگیگا۔ یہ غریبوں کی مسجد ہے۔ جو آخرین منہم لما یلحقوا بہم کی مصداق صحابہ کی جماعت ہے۔ ہمارے عزیزوں پر مخفی نہ رہے۔ کہ نبی کریمؐ کے عہد میں صحابہ جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ اس میں لزوماً چٹائی تک نہ ہوتی تھی۔ سنگ مرمر کا وقت بھی انشاء اللہ آتا ہے۔

ناصبرا ؛

پیغام والوں کی پیر پرستی

یا تو ہمیں پیر پرست کہا جاتا تھا۔ اور خلافت کو گدی۔ یا اب ہر ایک بات کی نقل اتاری جارہی ہے اب حضرت جناب اقدس کے خطاب ایک شخص کو دئیے جاتے ہیں۔ جو فرد من الافراد ہے۔ اور وہی لفظ استعمال ہوتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کے لئے کئے جاتے تھے۔ اور اس قسم کے سوال اٹھائے جاتے ہیں۔ کہ حضور (مولوی محمد علی صاحب) احمدی حضرات سے بیعت لینی ضروری ہے۔ مگر پھر خود ہی سمجھتے ہیں۔ (دیکھو پیغام ۴ جون)

مسیح موعودؑ جیسے عظیم الشان انسان کے مریدوں سے بیعت لینے کا وہی حق رکھتا ہے جو آپ کے ہم رتبہ نہ ہو۔ تو کم از کم آپ کے رنگ میں رنگین یا آپ کی ایسی ہی پیروی کرنیوالا ہو۔ جیسے نبض تنفس کی اس کے علاوہ کوئی ایسا نہیں۔

گویا دوسرے الفاظ میں اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب مسیح موعود کے رنگ میں رنگین اور انکی کامل پیروی کرنے والے نہیں۔ اس لئے ہم ان کی بیعت نہیں کرتے۔ افسوس کہ پھر اس اصل پر بھی قائم نہیں رہے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ مسیح موعود کے برابر کا مرتبہ کسی فرد سلسلہ کو دیا جائے۔ یا آپ کے حکموں اور ارشادوں کے برابر اس کے حکم و ارشاد تسلیم کئے جائیں کیوں صاحب! یہ تو فرمائیے۔ کہ حضرت مولانا نورالدین کے وقت یہ غیرت آپکی کہاں گئی تھی۔ اور اسوقت کیوں اعلان کیا تھا۔ کہ مولانا موصوف کا حکم ہمارے لئے ایسا ہی ہوگا جیسا مسیح موعود کا۔ اس فرد سلسلہ کو آپکے برابر کا مرتبہ کیوں دیا تھا۔ پیغام والو! تمہیں کیا ہو گیا۔ کہ جو بات کہتے ہو۔ خود ہی اس کی تردید کرتے ہو۔ صحابہ نے بھی تمہارے خیال میں بڑی غلطی کی ہے۔ کہ نبی کریمؐ کی بیعت کر کے ایک غیر مامور ابو بکرؓ کی بیعت کی اور اسکو اپنا مطاع کیا ؛

جدید بیعت ہم نے ان نامو نکا اندراج جو خلیفہ وقت کے ہاتھ پر غیر احمدی سے احمدی بن رہے ہیں۔ ضروری نہیں سمجھا۔ مگر جب صرف ایک شخص کے بیعت کر لینے پر اظہار تفاخر شروع ہوا۔ تو اس سلسلہ کا اجراء ضروری سمجھا گیا ؛ حسن الدین صاحب باغبانپورہ (ضلع لاہور) عبدالخالق صاحب شہر کا نام نہیں لکھا۔ اہلیہ صاحبہ جناب عبدالعزیز صاحب نوشہروی بھکنو۔ میاں شادی خاں ارائیں و میاں الٰہی بخش صاحب حجام بکہ موضع رسالپور ریاست پٹیالہ۔ میاں غلام محمد صاحب میاں نبی بخش صاحب ساکنان موضع لگری مدوالہ ۔ اکرم بخش صاحب مع اہلیہ جمال دین صاحب مونگ ضلع گجرات

(۲۴ دن کی ڈاک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

۲۶ جون ۱۹۱۴ء

آخر حریت پسندوں نے گدی بنالی

یہ بات بہت تعجب اور حیرت سے سنی جائیگی۔ کہ منکرین خلافت جو کہ خلافت کے وجود ہی سے منکر تھے۔ آخر انہیں بھی سوائے گدی بنانے کے اور کچھ نہ سوجھا۔ حضرت مسیح ع نے سچ فرمایا ہے۔ کہ دوسروں پر الزام مت لگاؤ۔ تم پر بھی الزام لگایا جائیگا۔ آخر تکلف اور تصنع کہاں تک چل سکتا ہے۔ انھوں نے بہت سے سین ناظرین کے سامنے ایکٹ کئے ہیں۔ اور معلوم نہیں کب تک یہ ایکٹ کرتے چلے جائیں گے سب سے پہلے ان کا یہ اصل تھا۔ کہ الوصیت پر عمل نہیں کیا گیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی بیعت متصوفانہ تھی۔ حالانکہ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح کو مسیح موعود کا خلیفہ اور جانشین مانکر ویسی ہی اطاعت کا حکم صدر انجمن احمدیہ کی طرف صدور پذیر ہوا تھا جیسا نہیں کہا گیا۔ کہ اسی طریق صدیقی پر قدم زن ہو۔ تو جواب ملا۔ کہ قوم نے بزدلی سے حضرت خلیفۃ المسیح کی بیعت کی تھی۔ اور الوصیت کے خلاف کیا۔ ہم اس چھ سالہ عمل کو الوصیت پر قربان کرتے ہیں۔ جب ہم تیرہ سو برس کو فیج اعوج کہدیا۔ تو چھ برس ان کے سامنے کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ پھر جب انہیں کہا گیا۔ کہ الوصیت سے تو خلافت ثابت ہوتی ہے۔ اور صاف ایک خلیفہ ایک وقت میں معلوم ہوتا ہے۔ تو کہدیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریر کو اصل گردانا چاہئے۔ کہ جس امر پر صدر انجمن احمدیہ متفق ہو جائے۔ یا جس پر اس کی کثرت رائے ہو جائے۔ تو وہ قطعی فیصلہ ہوگا۔ جب صدر انجمن احمدیہ کی مجلس معتمدین میں کثرت رائے سے پاس ہوگیا۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کو خلیفہ ثانی مانا جائے۔ تو پھر وہی تحریر مسترد ہوگئی۔ جیسا فوٹو چارٹ نے کوبھیکر ذریعہ آمدنی قرار دیاگیا تھا اور اس تحریر کو پس پشت ڈالدیا۔ یعنی اس کے مطابق منکرین خلافت نے خلافت کے آگے سر تسلیم خم نہ کیا۔

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ انکا کہیں بھی ہاتھ نہیں پڑ سکا۔ حبط و الفوں نے عثمان کا استدلال کو پھاڑ دیں۔ انھوں نے سخت جنگ اور نہر بہت اٹھائی۔ یہ ان کے لئے کافی سے بڑھ کر سبق تھا۔ اگرچہ چشم بینائے دیکھئے۔ اور قلب سلیم سے اس پر غور و فکر کرتے اذا جاء الحین لم تبق اذن ولا عین جب انسان بہت اونچائی سے گرتا ہے۔ تو نیچے ہی گرتا چلا جاتا ہے۔ پھر اسکا رکنا بہت مشکل ہو جاتا ہے جب ان کو تمام طریق استدلال جواب دے بیٹھے۔ تو پھر انھوں نے حضرت عمر کی خلافت پر یہ اعتراض کرنا شروع کیا۔ کہ یہ پیر پرستی ہے قادیان ایک گدی ہے۔ یہاں روپیہ جمع کرکے لذات شہوانیہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اور اشاعت اسلام کی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اور سیاہ تیج یہ الزام عائد کیا۔ کہ یہ لوگ اپنی رائے بیچ چکے ہیں۔ اس لئے یہ اہل الرائے نہیں بلکہ سفہاء اور جہال ہیں۔ خدا تعالے کے قربان جاؤں۔ کہ جو کوئی چاند پر تھوکے وہی تھوک اس کے منہ پر پڑتی ہے۔ جو اعتراض انھوں کیا۔ وہ انہی پر الٹا پڑا۔ وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءون اہل قادیان پر یہ ہنسی کرتے تھے۔ کہ ایک غیر مامور پر انھوں نے اپنی رائے کو قربان کردیا۔ اور اس کے حلقہ بگوش غلام ہوگئے۔ اور جب ہم ان کی حلقہ بگوشی غلامی کا ذکر کرتے تھے۔ کہ تم نے بھی تو خلافت اولی کے وقت ایسا کام کیا۔ اور غیر مامور کے ہاتھ اپنی رائے کو بیچدیا۔ تو ہمیں یہ صاف جواب ملتا تھا۔ کہ ہم نے بزدلی کی۔ اور ہم اس چھ سالہ عمل کو قربان کرتے ہیں۔ اب خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا گرفتار کیا ہے۔ کہ اب ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ اب انھوں نے اپنی رائے سے مولوی محمد علی صاحب کو سلسلہ احمدیہ کا امیر لکھنا شروع کیا ہے یعنی ان کی رائے کے سامنے اُن کی اپنی رائے کچھ حقیقت نہیں رکھیگی۔ صاحبان! اب آپ کو اصلی پول معلوم ہوگیا خلافت کا انکار کیوں کیا جاتا تھا۔ صرف اس لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی وصیت حضرت صاحبزادہ والا تبار کا تقرر معین کئے دیتی ہے۔ اس لئے اس کو پس پشت ڈالکر قوم کو مسئلہ کفر کے بھنور میں ڈالدیا۔ اور قوم کی نبض شناسی اور مصلحت وقت کے ساتھ ساتھ اپنی پالیسی میں ذرا ذرا تغیر و تبدل کرتے گئے۔ پہلے مرکز بدلا پھر مقبرہ تبدیل کیا پھر مدینۃ المسیح لاہور مقرر کیا گیا۔ پھر صدر انجمن احمدیہ وہاں بنائی گئی۔ اور اصلاح قوم کے آنسو پونچھے گئے۔ کہ کیا ہوا اگر ہم نے قادیان کو چھوڑا ہے۔ تو ہمیں مدینۃ المسیح لاہور مل گیا ہے پھر آہستہ آہستہ جب تمام لوازمات جو قادیان میں خصوصیت رکھتے تھے۔ ان کی نقل وہاں بنالی۔ تو رفتہ رفتہ پیغام نے لکھنا شروع کیا۔ مدینۃ المسیح حضرت مولوی محمد علی صاحب مجد الدین صحت و عافیت سے ہیں۔ حریت پسند ہو کر شخصی امتیاز پر غور فرمایئے۔ پھر اس کے بعد یہ لکھنا شروع کیا۔ کہ امیر قوم حضرت مولوی محمد علی صاحب خیر و عافیت سے ہیں۔ استقلال ان کے مزاج میں حد کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ آخر ۳۱ مئی کے پرچہ میں برادران سلسلہ کو مخاطب کرکے یہ لکھدیا۔ کہ آپ سب کی رائے سے حضرت مولوی محمد علی صاحب سلسلہ احمدیہ کے امیر قرار پائے ہیں۔ دیگر یہ نہ بتایا۔ وہ برادر کون سے ہیں۔ اور قادیان سے باہر ی اجتماع کہاں اور کب ہوا) اب سمجھئے۔ یہ شخص واحد کی حکومت اور پھر وہ بھی غیر مامور۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ کہ جن باتوں کو ہنسی اور مضحکہ خیز خیال کرتے تھے۔ انہی الزاموں میں مبتلا ہوگئے۔ یہ کتنا بڑا اعجاز ہے۔ مگر نشانوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ یوم یاتی بعض آیات ربک لا ینفع نفسا ایمانھا لم تکن آمنت من قبل او کسبت فی ایمانھا خیرا۔ ولا تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون۔ وہی لوگ نشان الٰہی سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اپنے اندر ایمان رکھتے ہیں۔ اور بے ایمانوں کو کوئی نشان اور ڈرانا کام نہیں آسکتا۔

پیغام میں اس بات کے لیڈر پر لیڈر نکل رہے ہیں۔ کہ ان گدیوں نے اسلام کو سخت ضرر پہنچایا ہے۔ اور یہ لوگ بکثرت روپیہ لیکر اپنے نفسانی اہواء اور خواہشات میں خرچ کرلیتے ہیں۔ اور اسلام کی ذرا بھی خدمت نہیں کرتے۔ اور بڑی جرأت اور دلیری سے حضرت فضل عمر کی خلافت کو مطمح نظر رکھ کر پانی پی پی کر کوستے چلے جاتے ہیں۔ اور اپنی کارروائیوں پر غور نہیں کرتے۔ کہ ہم کیا کررہے ہیں۔ ہم نے بھی گدی کی بنیاد توڑالدی ہے۔ اور امیر الملت کو پیر بنالیا ہے۔ اگرچہ بظاہر احمدی بیعت نہیں کرتے کیونکہ کہہ چکے ہیں۔ کہ ان کو صرف ایک ہی بیعت کافی تھی۔ مگر در اصل انکے ہاتھ پر بک چکے ہیں حالانکہ غیر مامور شخص ہے۔ اگرچہ انکو اب اس بات کا بہت ہی افسوس ہے۔ کہ کیوں انھوں نے مولوی محمد علی صاحب کو خلافت کیلئے کھڑا نہ کیا۔ اگر وہ ایسا کرلیتے۔ تو فتنہ تو نہ پڑتا۔ اسے انھوں نے خلافت کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے۔ اور اس بات کو بھی تسلیم کرلیا ہے کہ فتنہ انکار خلافت کیوجہ سے برپا ہوا ہے۔ الغرض آخر انھوں نے وہی کیا جو خدا تعالیٰ نے قادیان میں اپنے فضل سے ایک شخص واحد کے جھنڈے کے نیچے مخلصین سلسلہ احمدیہ کو جمع کردیا۔ اور جو الزام وہ ہمیں دیتے تھے۔ کہ انھوں نے اپنے آپ کو ایک غیر مامور شخص کی رائے پر بیچ دیا ہے۔ اور انکی اپنی کوئی رائے نہیں رہی۔ اب اس بات کا جواب دیں۔ کہ کیوں انھوں نے مولوی محمد علی غیر مامور شخص واحد کی رائے کو دیگر مومنین مخلصین کی رائے پر ترجیح دی۔ اور خود اہل الرائے نہ رہے بلکہ سفہاء اور جہال بن گئے کیا مولوی محمد علی صاحب کو وحی سے مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ پالیسی ہم تو پہلے ہی سمجھتے تھے کہ آخر انھوں نے ہماری نقل اتارنی ہے اور سوا اس کے ان کی پالیسیاں صرف دکھانے کیلئے ہیں۔ امیر القوم۔ امیر الملۃ اور خلیفہ میں کیا فرق ہے افسوس انکو کیا ہوگیا۔ احمدیت کی آنکھیں رکھتے ہیں مگر دیکھتے نہیں۔ کان رکھتے ہیں مگر سنتے نہیں۔ دل رکھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔ قادیان کو گدی کہتے تھے اور اب انھوں نے لاہور کو گدی بنالیا ہمیں پیر پرست کہتے تھے لعد ایسا پیر پرست بنگئے۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

غیر احمدی کے پیچھے نماز

"بعض احباب کے خط حضرت فضل عمرؓ کے حضور پہنچے ۔ کہ چونکہ میں یہاں اکیلا ہوں ۔ کیا جائز ہے ۔ کہ غیر احمدی کی اقتداء میں نماز پڑھ لوں ؟ یا چونکہ یہاں فتویٰ کفر نہیں ۔ اس لئے کیا اجازت ہے ؟ کہ نماز پڑھ لوں ۔ سب احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ کسی صورت میں بھی غیر احمدی کے پیچھے نماز جائز نہیں ۔ بلکہ خدا کی وحی کے مطابق قطعی حرام ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام فتاویٰ یکجا شائع کئے جاتے ہیں ۔ ان میں ہر ایک صورت کا جواب ہے ۔ یہی مذہب ہمارے خلیفہ ثانی کا ہے ۔ اسی پر عمل ہونا چاہیئے ۔"

۱ ۔ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ۔ صفحہ ۱۸ ۔ حاشیہ

"کیا زندہ مردہ کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے ؟ پس یاد رکھو ! کہ جیسا خدا نے مجھے اطلاع دی ہے ۔ تمہارے پر حرام ہے ۔ اور قطعی حرام ہے ۔ کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو ۔ بلکہ چاہیئے ۔ کہ تمہارا وہی امام ہو ۔ جو تم میں سے ہو ۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے ۔ کہ امامکم منکم ۔ یعنی جب مسیح نازل ہوگا ۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں ۔ بکلی ترک کرنا پڑیگا ۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو ۔ کیا تم چاہتے ہو ۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں ۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو ۔"

۲ ۔ فتاویٰ احمدیہ جلد نمبر اوّل صفحہ ۱۸ ۔ "مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سید عبد اللہ صاحب عرب نے سوال کیا ۔ کہ میں اپنے ملک عرب میں جاتا ہوں ۔ وہاں میں ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھوں یا نہ پڑھوں ۔ فرمایا ! مصدقین کے سوا کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھو ۔ عرب صاحب نے عرض کیا ۔ کہ وہ لوگ حضور کے حالات سے واقف نہیں ہیں ۔ اور ان کو تبلیغ نہیں ہوئی ۔ فرمایا ۔ ان کو پہلے تبلیغ کر دینا پھر یا وہ مصدق ہو جائیں گے یا مکذب ۔ عرب صاحب نے عرض کیا ۔ کہ ہمارے ملک کے لوگ بہت سخت ہیں ۔ اور ہماری قوم شیعہ ہے ۔ فرمایا ۔ تم خدا کے بنو ۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسکا معاملہ صاف ہو جائے ۔ اللہ تعالیٰ آپ اس کا متوَلّی اور متکفل ہو جاتا ہے ۔"

۳ ۔ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۱۹ ۔ مورخہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ کے استفسار پر کہ بعض اوقات ایسے لوگوں سے ملنے کا اتفاق ہوتا ہے جو اس سلسلہ سے اجنبی اور ناواقف ہوتے ہیں ۔ ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہیں ۔ فرمایا ۔ اوّل تو کوئی ایسی جگہ نہیں ۔ جہاں لوگ واقف نہ ہوں ۔ اور جہاں ایسی صورت ہو ۔ کہ لوگ ہم سے اجنبی اور ناواقف ہوں ۔ تو ان کے سامنے اپنے سلسلہ کو پیش کر کے دیکھ لیا ۔ اگر تصدیق کریں ۔ تو ان کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو ۔ ورنہ ہرگز نہیں ۔ اکیلے پڑھ لو ۔ خدا تعالیٰ اس وقت چاہتا ہے ۔ کہ ایک جماعت طیار کرے ۔ پھر جان بوجھ کر ان لوگوں میں گھسنا جن سے وہ الگ کرنا چاہتا ہے ۔ منشاء الٰہی کی مخالفت ہے ۔"

۴ ۔ فتاویٰ جلد اوّل صفحہ ۲۲ ۔ مطابق بدر ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۸ ۔ "ایسا ہی جو احمدی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے ۔ جب تک توبہ نہ کرے ۔ اس کے پیچھے تم نماز نہ پڑھو ۔"

۵ ۔ فتاویٰ احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۲۱ ۔ مطابق بدر نمبر ۴۴ ۔ ۴۵ ۔ جلد ۳ ۔ بابت ۲۴ ۔ نومبر ۔ و یکم دسمبر ۱۹۰۴ء "بیرونجات کے احباب کے خطوط آنے پر یہ مسئلہ دوبارہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب علیہ الرحمہ نے مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا ۔ جس پر حضرت اقدس نے فرمایا ۔ کہ میرا مذہب تو وہی ہے ۔ کہ کسی غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھی جاوے حج میں بھی آدمی یہ التزام کر سکتا ہے ۔ کہ اپنی جائے قیام پر نماز پڑھ لیوے ۔ اور کسی کے پیچھے نہ پڑھے ۔ بعض آئمہ دین سالہا سال تک مکہ میں رہے ۔ لیکن چونکہ وہاں کے لوگوں کی حالت تقویٰ سے گری ہوئی تھی ۔ اس لئے کسی کے پیچھے نماز پڑھنا گوارا نہ کیا اور گھر میں تنہا پڑھتے رہے ۔ یہ چار مصلے جو اب ہیں ۔ یہ تو پیچھے بنے ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ہرگز نہ تھے ۔ اس وقت ایک ہی مصلیٰ تھا ۔ اور اب بھی جب تک چاروں اٹھ کر ایک ہی مصلیٰ نہ ہوگا ۔ تب تک وہاں توحید اور راستی ہرگز نہ پھیلے گی ۔"

۶ ۔ ایام الصلح صفحہ ۳۲ ۔ خط شہزادہ عبد المجید صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں ۔ "میں نے مسجدوں میں نماز پڑھنی ترک کر دی ہے ۔ بدیں لحاظ کہ میاں عبد اللہ صاحب سنوری سے مجھ کو روایت پہنچی ہے ۔ کہ جو لوگ خاموش بیٹھے ہیں گو مخالفت نہیں کرتے ۔ ان کے پیچھے بھی نماز درست نہیں ۔"

حضرت مسیح موعود کا ارشاد تعدد ازدواج کے بارے میں

میرا تو یہی جی چاہتا ہے ۔ کہ میری جماعت کے لوگ کثرت ازدواج کریں ۔ اور کثرت اولاد سے جماعت کو بڑھاویں مگر شرط یہ ہے ۔ کہ پہلی بیوی کے ساتھ دوسری بیوی کی نسبت اچھا سلوک کریں ۔ تاکہ اُسے تکلیف نہ ہو ۔ دوسری بیوی پہلی بیوی کو اس لئے ناگوار معلوم ہوتی ہے ۔ کہ وہ خیال کرتی ہے ۔ کہ میری غور و پرداخت اور حقوق میں کمی کیجائیگی ۔ مگر میری جماعت کو اسطرح نہ کرنا چاہیئے ۔ اگرچہ عورتیں اس بات سے ناراض ہوتی ہیں ۔ مگر میں تو یہی تعلیم دوں گا ۔ یہ شرط ساتھ رہیگی کہ پہلی بیوی کی غور و پرداخت اور اس کے حقوق دوسری کی نسبت زیادہ توجہ اور غور سے ادا ہوں ۔ اور دوسری سے اسے زیادہ خوش رکھا جاوے ۔ ورنہ ایسا نہ ہو ۔ کہ بجائے ثواب کے عذاب ہو ۔ عیسائیوں کو بھی اس امر کی ضرورت پیش آئی ہے ۔

۲ ۔ عورتوں میں یہ ایک بدعادت ہوتی ہے ۔ کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی پہلی مصلحت کے لئے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے ۔ تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں ۔ اور گالیاں دیتے ہیں ۔ اور شور مچاتے ہیں ۔ اور اس بندۂ خدا کو ناحق ستاتے ہیں ۔ ایسی عورتیں اور ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں ۔ کیونکہ اللہ جلشانہٗ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں مردوں کو اجازت دے رکھی ہے ۔ کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کر لیں پھر جو شخص خدا کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے ۔ تو اس کو کیوں برا کہا جائے ۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ۔ نہایت مردود اور شیطان کے بہن بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے ربّ کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں ۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو ۔ تو اُسے مناسب ہے ۔ کہ اس کو سزا دینے کے لئے دوسرا نکاح ضرور کرے ۔

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم خلیفۃ المسیح والمہدی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے فرمائے ہوئے درس قرآن شریف سے نوٹ

پارہ ۲۹ ۔ سورۃ القلم ۔ بقیہ رکوع دوم

گذشتہ سے پیوستہ

علم ہو سکتا ہے ۔ پس فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کا جلال ظاہر ہوگا مگر اپنے اعلیٰ کمال کے ساتھ نہیں بلکہ ایک قلیل پیمانہ پر ۔

تیسرے اس کے یہ معنے ہیں کہ جس دن مصیبت آئیگی ۔ کیونکہ ساق کا لفظ عربی زبان میں سخت مصیبت کے لئے اکثر استعمال ہوتا ہے ۔ پس یکشف عن ساق کے معنے یہ ہوئے کہ جب مصائب کے اوپر سے پردہ اُٹھا دیا جائے گا یعنے اسلام اور اس کے مخالفین کا معاملہ خطرناک صورت اختیار کر لیگا ۔ اور کفار خطرناک مصائب میں مُبتلا کئے جائینگے ۔ اس دن بھی ان کو حق نصیب نہ ہوگا ۔ کیونکہ پہلے جب ان کو موقعہ ملا تھا تو انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا تھا ۔

وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○ — کسی زمانہ میں ان کو طاقت تھی اور یہ سالم تھے انکو سجدے کی طرف بلایا جاتا تھا لیکن انکار کرتے تھے ۔

بدکار انسان موقع پر نیک اعمال نہیں کرتے ۔ مُصیبت کے وقت ان کو کم مہلت ملتی ہے اور اچانک مرجاتے ہیں انکو توبہ نصیب ہی نہیں ہوتی ۔

فَذَرْنِيْ وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ — چھوڑ دو ایسے آدمی کو جو انکار کرتا ہے اور مجھ کو بھی ۔ میں اس کو ایسے طریقہ سے سزا دونگا کہ وہ جانے گا بھی نہیں یعنی طاعون سے یا زلزلہ سے ہلاک ہو جائیگا یا خطرناک بے عزتی ہوگی کہ بیوی بہن یا ماں ۔ فاحشہ اور بدکار ہو جائے گی ۔ خدا فرماتا ہے کہ میرا عذاب آہستہ آہستہ ایسے رنگ میں ہوتا ہے کوئی جان نہیں سکتا ۔

وَاُمْلِيْ لَهُمْ ؕ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ○ — اور میں ڈھیل دونگا انکو ۔ میری تدبیر عجیب طور سے مضبوط ہوتی ہے ۔ کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۔

اَمْ تَسْئَلُهُمْ اَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ — اللہ تعالےٰ رسول کریم کو فرماتا ہے کیا تو ان سے کچھ مانگتا ہے کہ یہ تاوانوں کے بوجھ کے نیچے دبے ہوئے ہیں یہ کفار پر رد ہے کہ اصحاب الجنہ تو کہتے تھے کہ سویرے سویرے کاٹ لو اور کسی مسکین کو کچھ نہ دو ۔ لیکن تم رسول سے کیوں نفرت کرتے ہو یہ تو تم سے کچھ نہیں مانگتا ۔ اگر یہ کچھ حق الخدمت مانگتا اور تم اس کے تاوانوں کے نیچے دبے ہوئے ہوتے تو تمہارا حق تھا کہ برا مناتے ۔ اس آیت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے لیکن حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے پس صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خلیفۃ اوّل کا یہ کہنا کہ میں تمہارے سلام کا بھی روادار نہیں اس کے بھی یہی معنے ہیں کہ میں خود تم سے سوال نہیں کرتا ۔ اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندے اپنے لئے کبھی سوال نہیں کیا کرتے ۔

اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ — اچھا یہ وجہ تو نہیں تو پھر تجھ سے یہ نفرت کیوں کرتے ہیں ۔ کیا انہیں تیری آیندہ کی خبروں کے متعلق خبریں لگی ہیں کہ وہ ٹھیک نہ ہونگی ۔ اور انہوں نے ان باتوں کو لکھ لیا ہے ۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ اِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ — اچھا صبر کرو اپنے رب کے حکم پر ان کو ضرور سزا دی جائے گی ۔ اور نہ ہو جاؤ مچھلی والے یعنی یونس کی طرح ۔ جب انہوں نے اللہ پاک کو پکارا اور وہ غم سے بھرے ہوئے تھے ۔

حضرت یونس کسی وجہ سے اپنے ملک سے بھاگ گئے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم بھی جلدی نہ کر بیٹھنا ۔ حضرت یونس علیہ السلام نے اس طرح پکارا تھا ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

لَوْلَا اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ○ — اگر اللہ کی بخشش نے اس کو نہ پالیا ہوتا تو پھینک دئے جاتے ایسی زمین میں جو درخت اور سبزہ سے خالی ہوتی اور ملامت کئے گئیوں میں سے ہو جاتے ۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو ملامت سے کون بچا سکتا ہے ۔ خدا ان کو واپس لایا اور قوم نے بڑی عزت کی اور فرمانبردار ہو گئی ۔

فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ — اس کے دو معنے ہیں (۱) خدا نے انہیں برگزیدہ کیا (۲) ان کا درجہ آگے سے ترقی کر گیا ۔ حضرت مسیح موعود نے بھی یہی معنے کئے ہیں ۔ مومن سے جب کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کے آگے جھک جاتا ہے اسلئے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ پہلے کی نسبت اور زیادہ بلند کر دیتا ہے لیکن اگر غلطی کر کے توبہ میں کمی کی جائے تو انسان نیچے گرتا جاتا ہے ۔

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ — اور قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہیں تجھے اپنی جگہ سے ہٹا دیں ۔ ذرا ان کی آنکھیں تو دیکھو ۔ قرآن سُنکر اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ کھا جائینگے پھر کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے ۔

لیزلقونک بابصارھم ۔ یہ عرب کا محاورہ ہے ۔ جس طرح اُردو میں بھی کہتے ہیں کہ گویا کھانے لگا ہے ۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ مجنون ہے تو تو پاک تعلیم دیتا ہے ۔ پھر اس پر ناراض کیوں ہوتے ہیں ۔

آجکل لوگ ہزاروں گندوں میں مبتلا ہوں ۔ زنا کریں ۔ ڈاکے ماریں ۔ چوریاں کریں فسق و فجور پھیلائیں لیکن کوئی کسی کو کچھ نہیں کہتا ۔ اور اگر کوئی احمدی ہو کر نمازیں پڑھے ۔ نیک کام کرے تو کہتے ہیں کہ اس کو گاؤں سے نکال دو اس سے قطع تعلق کر لو ۔ ہر زمانہ میں مامورین اور انبیاء کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا چلا آیا ہے ۔

وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○ — خدا فرماتا ہے کہ یہ لوگ تجھے پاگل کہتے ہیں لیکن پاگل خود ہیں کیونکہ پاگل وہ ہوتا ہے ۔ جو نصیحت

کی باتیں سُنکر جوش میں آجائے نہ کہ وہ جو نصیحت کی باتیں سُنائے ۔

پارہ ۲۹ ۔ سورۃ الحاقۃ ۔ رکوع اوّل ۔

مورخہ ۳ ۔ مئی ۱۹۱۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَاقَّةُ ۝ مَا الْحَاقَّةُ ۝ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْحَاقَّةُ ۝

اللہ تعالیٰ ایک گھڑی کی خبر دیتا ہے کہ ایک ایسی گھڑی آنے والی ہے جس کی حقیقت سے تم ناواقف ہو ۔ وہ ضرور ہو کر رہے گی ۔ کوئی دنیاوی روک ۔ کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکیگی ۔ کیوں ! اس لئے کہ منشاء الٰہی یہی ہے جو کہ پورا ہو کر رہے گا ۔ چونکہ وہ گھڑی ضرور ہو کر رہے گی اِسلئے اس کا نام الحاقہ ہے ۔ الحاقہ اپنے کام اور مقصد میں کامل کو کہتے ہیں ۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۝

تم لوگوں نے اس گھڑی کا انکار نہ کرنا ۔ کیونکہ کسی خطرہ سے انکار کرنے والا آدمی سُست ہو جاتا ہے ۔ اور اس سے بچنے کے لئے تیاری نہیں کرتا ۔ اگر کسی شخص کو بتایا جاوے کہ جس راستے پر تم جا رہے ہو ۔ اس میں شیر ہے ۔ تو پھر اگر وہ پرواہ نہ کرے تو ہلاک ہو جاتا ہے ۔ پہلی قوموں میں سے ثمود اور عاد نے قارعہ سے انکار کیا ۔ قرعہ زور سے مارنے کو کہتے ہیں یعنے ان سے بہت سخت حرب شدید کا وعدہ کیا جس کا انھوں نے انکار کیا تھا ۔

فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۝

پھر نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ ثمود کی قوم کے لوگ طاغیہ سے ہلاک ہو گئے ۔

طاغیہ کے کئی معنے ہیں (۱) ان میں ایک شریر جماعت تھی جو کہ حد سے بڑھنے والی تھی (۲) ایسا عذاب جو حد سے نکل جائے ۔ مثلاً کسی شخص کو تپ ہو ۔ اگر وہ حد سے نہ نکلے تو آدمی بچ جائے گا ۔ لیکن جب بیماری حد سے گذر جائے ۔ تو اس کا نتیجہ ہلاکت ہی ہوتی ہے ۔ بعض عذاب ایسے ہوتے ہیں جو کہ قطعی ہلاکت کا باعث نہیں ہوتے ۔ لیکن قوم ثمود پر ایسا عذاب آیا جو کہ حد سے گذر گیا تھا یعنے اس سے وہ بالکل ہلاک ہو گئے

وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۝ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝

اور جو قوم عاد تھی ۔ اس نے بھی چونکہ اس گھڑی کا انکار کیا تھا ۔ اسلئے ہلاک کر دیئے گئے ۔ تند اور حد سے بڑھی ہوئی ٹھنڈی ہوا کو خدا نے ان کے اوپر مقرر فرمایا ۔ سات رات اور آٹھ دن جو کہ ہر ایک چیز کو کاٹتی جاتی تھی ۔ پس تم جانتے ہو کہ ان لوگوں کے تمام مکان گر گئے اور وہ ہلاک کر دئیے گئے ۔ گویا وہ ایسے تھے جیسے کھجور کے کھوکھلے تنے ۔ یعنی بظاہر ان کی بڑی طاقت معلوم ہوتی تھی کہ ایک نبی کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن جب اللہ کا عذاب آیا ۔ تو ایسے ہو گئے کہ گویا ایک مضبوط تنے کو اندر سے گھن کھا گیا ہے ۔ بعض بڑے بڑے شہتیر بظاہر مضبوط معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن اندر سے گھن لگنے کی وجہ سے ایسے کمزور ہو جاتے ہیں کہ ذرا سا بوجھ پڑنے سے گر پڑتے ہیں یہی حال کفار کا ہوتا ہے ۔

فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝

کیا ان کا کوئی نشان باقی ہے ۔ ہرگز نہیں وہ تو بالکل نیست و نابود ہو گئے ۔

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝

فرعون نے اور اس سے پہلی قوموں نے اور ان بستیوں نے جو اُلٹا دی گئیں ۔ خطا کاری کی ۔ اور قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا ہو گئے ۔

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝

اور انھوں نے اپنے رب کے رسول کا انکار کیا پس ان کو پکڑ لیا ۔ عذاب نے جو کہ کمال کو پہنچا ہوا تھا رابیۃ ۔ بلند ہونے والا ۔ بڑھنے والا ۔ وہ عذاب جو کہ اپنے کمال کو پہنچ جاتا ہے ۔

اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝ لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ۝

نوح کے زمانہ میں جب اس کا انکار کیا گیا تھا تو طوفان آیا تھا اور تم کو ہم نے کشتی پر چڑھا لیا تھا تاکہ ان امور کو پچھلوں کے لئے یادگار بنائیں اور ان کو یاد رکھیں یاد رکھنے والے کان ۔ یہ پچھلی قوموں کی مثالیں ہیں ان سے ایک گھڑی کا وعدہ تھا کہ وہ ضرور ہو گی اور وہ ہرگز نہیں ٹلیگی ۔ عذاب کئی قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایسا عذاب ہوتا ہے کہ انسان مومن ہو جائے تو ٹل جاتا ہے جیسے آتھم کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی تھی کہ اگر رجوع کریگا تو بچ جائیگا (۲) ایسا عذاب ہوتا ہے جس میں توبہ کی شرط نہیں ہوتی اور جس کے متعلق عذاب کی خبر دیجاتی ہے وہ توبہ کر ہی نہیں سکتا ۔

اسجگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم توبہ کرلو گے تو بچ جاؤ گے ورنہ جس طرح ثمود اور عاد کی قوموں نے جھٹلایا تھا ۔ اور توبہ نہیں کی تھی اِسلئے عذاب میں مُبتلا ہو گئے تھے اسی طرح تم سے بھی ہو گا

یہ معنے تو اس رنگ میں ہوئے کہ اگر اس آیت کو دنیا پر چسپاں کریں اور اگر قیامت کی طرف لے جاویں تو یہ مطلب ہے کہ پہلی قوموں نے قیامت کا انکار کیا تھا ۔ اسلئے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے ان کو قیامت کر کے دکھلا دی کہ ہم جبکہ اس دنیا میں عذاب دے سکتے ہیں تو کیا قیامت میں نہیں دے سکیں گے ۔ تم قیامت کا انکار نہ کرنا ورنہ تم سے بھی ایسا ہی ہو گا ۔

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ۝ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝

جب بگل بجایا جاویگا ۔ ایک ہی دفعہ بجانا اور زمین اور پہاڑ اکھاڑ کر پھینک دیے جاوینگے اور ہلائے جاوینگے ایک ہی دفعہ ہلایا جانا ۔ پس اس دن وہ گھڑی جس نے ضرور ہی ہونا ہے ہو پڑے گی ۔

وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ۝

اور آسمان پھٹ جائیگا ۔ اور اس دن بالکل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا ۔

انْشَقَّتِ السَّمَآءُ کے معنی بارش اور زلازل کے بھی ہیں یعنی بہت بارشیں اور زلزلے آئینگے ۔

واھیۃ ۔ کے معنے پھٹنا ۔ سُست ۔ کمزور اور ضعیف کے بھی ہیں ۔

حضرت اقدس نے ظلی اور غیر ظلی نبی کو دو نہیں سمجھا

— دیکھو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" فرماتے ہیں "جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لیگا۔ اس کا خلق لیگا۔ اُس کا علم لیگا ایسا ہی اُس کا نبی لقب بھی لیگا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں۔ کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے ...... تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی۔ کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے۔ کہ من تو شدم۔ تو من شدی۔ من تن شدم تو جاں شدی۔ تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"۔

— پھر دیکھو! الحکم نمبر ۹ - جلد ۵ - فرماتے ہیں "اعتراض کرنے والے بہت ہی کم غور کرتے ہیں اور اس قسم کے اعتراض صاف بتاتے ہیں۔ کہ وہ محض کینہ اور حسد کی بناء پر کئے جاتے ہیں ورنہ نبیوں یا ان کے اظلال کی بیویاں اگر امہات المومنین نہیں ہوتی ہیں۔ تو کیا ہوتی ہیں؟ خدا تعالیٰ کی سنت اور قانون قدرت کا اس تعامل سے بھی پتہ لگتا ہے۔ کہ کبھی کسی نبی کی بیوی سے کسی نے شادی نہیں کی۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ان لوگوں سے جو اعتراض کرتے ہیں۔ کہ ام المومنین کیوں کہتے ہو۔ پوچھنا چاہئے۔ کہ تم بتاؤ۔ جو مسیح موعود تمہارے ذہن میں ہے۔ اور جسے تم سمجھتے ہو۔ کہ وہ آکر نکاح بھی کرے گا کیا اس کی بیوی کو تم ام المومنین کہو گے یا نہیں؟

— مسلم میں تو مسیح موعود کو نبی ہی کہا گیا۔ اور قرآن شریف میں انبیاء علیہم السلام کی بیویوں کو مومنوں کی مائیں قرار دیا ہے۔

افسوس تو یہ ہے۔ کہ یہ لوگ میری مخالفت اور بغض میں ایسا انجاد کرتے ہیں۔ کہ منہ سے بات کرتے ہوئے اتنا بھی نہیں سوچتے۔ کہ اسکا اثر اور نتیجہ کیا ہوگا؟

— جن لوگوں نے مسیح موعود کو شناخت کر لیا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ کے موافق اس کی شان کو مان لیا ہے۔ ان کا ایمان تو خود بخود انہیں اس بات کے ماننے پر مجبور کریگا۔ اور آج اعتراض کرتے ہیں۔ یہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی ہوتے تب بھی اعتراض کرنے سے باز نہ آتے"۔

— ان دونوں حوالوں کے پڑھ لینے کے بعد ہر ایک شخص کو یقین کر لینا پڑیگا۔ کہ مسیح موعود نبی تھے۔ اور ظلی کہنے سے مراد آپ کی یہ جتانا تھا۔ کہ میری نبوت ببرکت متابعت آنحضرت صلعم ہے ؎

مستری احمد الدین صاحب بھیروی بخدمت سید محمد حسین شاہ صاحب لاہوری

شاہ صاحب سمجھتے ہیں بغیر مدد الہام کے معاملات دینی کے سمجھنے میں سب انسان برابری کا حق رکھتے ہیں۔ ہاں ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کے ماتحت ہم اس کی عزت کریں گے۔ لیکن بیعت نہیں۔

اگر تمام انسان بغیر مدد الہام کے برابر حق معاملات دینی کے سمجھنے میں رکھتے ہیں۔ تو ذرا فرماویں تو سہی! کہ جس طرف دو ہزار انسان کہیں۔ کہ صاحبزادہ صاحب خلافت کے لائق ہیں۔ اور چند آدمیوں نے انکار کیا۔ تو ان دو ہزار آدمیوں کو کیوں جاٹ اور ناسمجھ کہا گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ آپ کا صرف اوپر کا اوزار ہے۔ اندر کا نہیں۔ ورنہ ان کی رائے حقیر نہ سمجھی جاتی۔ یہ عبارت کہ بغیر مدد الہام کے معاملات دینی کے سمجھنے میں سب انسان برابری کا حق رکھتے ہیں۔ تو پھر ان چند آدمیوں کا کیا حق تھا۔ جو اپنی رائے کو ترجیح دیویں اگر آپ کی روح بھی ایسا ہی بولتی۔ تو یہ صدمہ آج آپ کو اٹھانا نہ پڑتا۔ اور نہ دھوکے میں آتے۔ شاید اس عبارت سے اب سمجھ آجاوے۔

اگر آپ ان کو دل سے اکرم اور متقی سمجھتے۔ تو حضرۃ صاحبزادہ صاحب کو (جو آجکل آپ لوگوں کے اعتراضوں کے نشانہ بنے ہوئے ہیں۔) نشانہ نہ بناتے۔ بجائے اس کے کہ حضرت میاں صاحب کی عزت کرو انکے ہر ایک فعل پر حملہ ہو رہا ہے۔ اور وہ اعتراض ہو رہے ہیں۔ جو کہ بالکل ناواجب ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ ہم بیعت نہیں کرتے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کے ماتحت عزت کریں گے۔ کیا گالیاں گلوچ طعن و تشنیع کا نام ہی عزت ہے ظاہری باتوں سے کام نہیں چلتا۔ جو دل کا ارادہ ہوتا ہے وہ عملوں اور فعلوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔ آپکے عمل اور فعل سے اور میرے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے آپ کا عقیدہ معلوم ہو چکا ہے پھر آپ نے لکھا ہے۔ کہ ایمانیات کی جزو حدیث اور قرآن نے بیان فرمائی ہے۔ اور اُس کی آپ نے ہی تشریح بھی کر دی ہے وہ اسطرح سے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ان ایمان کی جزوں میں سے اٰمنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ اور ارکان میں نماز روزہ حج زکوٰۃ یہ تو مطابق حدیث نبوی اور کلام الٰہی کے۔ اب اگر لیویں۔ حضرت مسیح موعود کی کلام تو وہ فرماتے ہیں۔ کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں۔ جو ہماری ایمانیات کی جزو ہو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جسکو حقیقت اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشگوئی بیان کی گئی تھی۔ تو اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا۔ اور جب بیان کی گئی۔ تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔

آپ نے ایمانی جزوں میں سے رسلہ کی بھی جزو لکھی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود بھی نبی اور رسول ہیں۔ کیونکہ حدیث میں رسول اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ مسیح جو آویگا۔ وہ رسول اللہ اور نبی اللہ ہوگا۔ اور خدا نے الہام میں بھی رسول اللہ اور نبی اللہ کہکے پکارا ہے۔ اور خود مسیح موعود نے رسول اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دیکھو حقیقت الوحی صفحہ ۲۵۶ - اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی۔ پھر میری آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ ارادے جو ایک بڑی مدت تک مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا دنیا میں عذاب رسول کی نافرمانی کے سبب آتا ہے۔ اسی طرح اس زمانہ میں رسول احمد قادیانی آیا۔ اور لوگوں نے بے فرمانی کی۔ تو خدا نے عذاب پہ عذاب نازل کیا جسکا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اب یہ صحیح آیت ہے۔ اور حضرت اقدس نے بھی اپنے آپ کو اس کلام پاک کا مصداق بنایا۔ خواہ اب آپ رسول مانو یا کسی غرض کے سبب انکار کرو۔ یہ آپکی مرضی ہے ہم نے تو اس رسول کو ان رسولوں میں تسلیم کیا جو کہ جزو ایمان ہیں۔ پھر فرماتے ہیں۔ حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۱ غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں مخصوص کیا گیا۔

پھر فرماتے ہیں۔ کہ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا۔ وہ خدا اور رسول کو نہیں مانتا۔ پھر فرماتے ہیں۔ جو میرے نشانوں کو نہیں مانتا۔ وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں۔ بلکہ رسول اللہ کا یہ فرمان ہے

بسبب خط کے طول ہونے کے زیادہ نہیں لکھتا۔ پانچ دلائل سے ثابت کردیا۔ کہ واقعی حضرت اقدس مسیح موعود ان رسولوں میں سے ہیں۔ جنکا ماننا ایمان کا جزو عظیم ہے۔ جنکا انکار کفر ہے۔ اول خدا کے پاک کلام الہام سے کہ مسیح رسول ہے۔ اور دوسرا احدیث سے اور تیسرا انھوں نے خود نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ چوتھا مشاہدات نے اسطرح ثابت کیا۔ کہ جو رسول دنیا میں آگئے۔ ان کے جھٹلانے کے سبب عذاب آگئے۔ جیسا حضرت نوح حضرۃ شعیب حضرت لوط و ہود و موسےٰ و صالح وغیرہ و خاتم الانبیاء سرور کائنات محمد مصطفیٰ ؐ کے زمانہ میں۔ جب یہ سنت اللہ جاری ہے کہ جب کوئی رسول آیا۔ تو وہ جھٹلایا جاتا۔ اور خدا تعالیٰ کا عذاب نازل ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی اس زمانہ میں بھی ہوا۔ بمطابق وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ تو مسیح موعود اگر رسول نہ ہوتے۔ تو ہرگز عذاب نازل نہ ہوتا۔ اور اگر مذکورہ بالا رسول ایمانیات کی جزو ہیں۔ تو پھر مسیح موعود رسول کا ماننا بھی ایمان کی جزو ہے۔ اور اگر وہ ایمان کی جزو نہیں ہیں۔ تو یہ بھی نہیں۔ پانچواں ان کا انکار کرنیوالا مومن نہیں۔ بلکہ خدا اور رسول اللہ کا منکر ہے اب اگر ایسے بین دلائل کا توڑنا آپکے اختیار میں ہے۔ تو توڑ کر دکھلائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ اسلام پیغمبر خدا صلعم پر کامل طور پر اترا۔ اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ اس کی شاہد ہے ایمان کی جو جزو تھے۔ وہ اس وقت کامل طور پر موجود تھے۔ اور جو اس کے ارکان تھے۔ وہ بھی موجود تھے۔ اس کے بعد نہ اس میں کوئی شوشہ بڑھا سکتا ہے۔ اور نہ گھٹا سکتا ہے جیسا اس وقت کامل تھا۔ ویسا ہی اب کامل ہے۔ جو لوگ اب ایمان کی شرائط میں نئی شرطیں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اسلام پر حملہ کرتے ہیں ان کو اس سے بچنا چاہیئے۔

شاہ صاحب! اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ کہ رسول اللہ پر دین کامل ہوچکا۔ اور پورا ہوچکا۔ اور ارکان یعنے نماز روزہ حج زکواۃ سب کامل ہوگئے۔ نہ کوئی شوشہ بڑھا سکتا ہے اور نہ کوئی گھٹا سکتا ہے۔ لیکن جو مامور آتے ہیں۔ وہ ان نقصوں کو جو کہ لوگ دین میں اپنی طرف سے ملا لیتے ہیں۔ آکر ٹھیک کرتے ہیں۔ اس واسطے رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ کہ جب مسیح آویگا تو اُس وقت قرآن آسمان پر اٹھایا گیا ہوگا۔ پھر دوبارہ نئے سرے سے قرآن مجید کو آسمان سے اتاریگا۔ ایک یہی سر تھا۔ جس کو آپ بھول گئے۔ دوسرا جب رسول اللہ ؐ مثیل موسیٰ ہیں تو موسےٰ کی شریعت کی حفاظت کے واسطے رسول پے درپے آئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ ولقد اٰتینا موسیٰ الکتٰب وقفینا من بعدہٖ بالرسل واٰتینا عیسیٰ ابن مریم۔ یعنی دی ہمنے موسیٰ کو کتاب اور اس کتاب کی حفاظت کے واسطے پے درپے رسول بھیجے۔ اور اس کے بعد ہم نے عیسےٰ مریم کے بیٹے کو بھیجا۔ اسی موسےٰ کے دین کی حفاظت کے لیئے۔ کیا جب موسیٰ کے لیئے پے درپے رسول آئے اور عیسیٰ بعدہ آیا۔ تو کیا ان کا ماننا جزو ایمان میں سے نہیں ہے۔ اور اگر عیسےٰ کا ماننا جزو ایمان میں سے ہے۔ اور اٰمنت باللہ ورسلہ میں داخل ہے۔ تو کیوں رسول اللہ کے عیسیٰ کا ماننا جزو ایمان میں سے نہ ہو۔ کیا آنحضرت مثیل موسیٰ نہیں ہیں؟ بلکہ الہامی شعر حضرت اقدس کا سنو۔ فرماتے ہیں۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے دافع البلاء میں دیکھو! فرماتے ہیں۔ میں عیسیٰ سے بڑھ کر ہوں مگر آپ تو مسیح موعود کو اپنے جیسا سمجھتے ہیں۔ جیسے آپکا ماننا جزو ایمان نہیں۔ ایسے ان کا۔

آپ فرماویں۔ کہ مسیح موعود کی آمد کی پیشگوئی کو حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ آپ کھلے لفظوں میں کیوں نہیں فرماتے کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا ماننا جزو ایمانیات میں سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت اسلام سے بھی آپکا کچھ تعلق نہیں۔ بیفائدہ آیا ہے۔ بلکہ آپکے خیال کے مطابق اس کے آنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس نے آکر دنیا میں تفرقہ مچا دیا ہے۔ اچھے تھے۔ ہم سب لوگ بھائی بھائی تھے۔ اس نے آکر نمازیں الگ کردیں۔ جنازے الگ کردیئے۔ رشتے الگ کردیئے۔ اور فساد اکر بڑھا دیا۔ بلکہ اس مسیح تو آکر اشتعال دلا کر تفرقہ ہی ڈالدیا۔ کیونکہ جب اس مسیح وجود کا حقیقت اسلام سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ اور جسکا تعلق نہ ہو پھر وہ دخل دے۔ تو کون ہوا۔ خدا حافظ ہو۔

صریح طور پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ مسیح ابن کے نزول کا عقیدہ جو ہے۔ اس کا اسلام سے کچھ تعلق نہیں۔ یعنی اس مسیح آسمان سے نہیں اترنا۔ اور اگر آپ تمام عبارت ازالۂ اوہام کی پڑھیں تو خوب روز روشن کیطرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ مسیح ابن مریم کا آسمان سے نازل ہونا اسلام سے تعلق نہیں رکھتا۔ یا مسیح موعود کا وجود اسلام سے تعلق نہیں رکھتا۔ ذرا سوچ کر کتاب پڑھو اتنا ظلم نہ کرو۔ مسیح موعود کا ماننا اسلام سے کچھ تعلق نہیں رکھتا؟؟؟

اب رہا مسئلہ کفر و اسلام۔ آپنے لکھا ہے۔ کہ جن لوگوں نے فتویٰ کفر کا دیا ہے۔ وہ خود کافر ہوگئے۔ اور جنھوں نے کافر نہیں کہا۔ اور زبان اور قلم کو روکے رکھا۔ ان پر فتویٰ نہ دو۔

اس کے بارے میں عرض ہے۔ کہ جن لوگوں نے فتویٰ کفر کا دیا۔ اور وہ کافر ہوگئے۔ یہ تو آپنے بھی مان لیا ہے۔ کہ وہ کافر ہوگئے۔ اب ہے دوسرے لوگ۔ ان کے واسطے بھی ہمارے مسیح موعود جو کہ ایک عظیم الشان جزو ایمان کی ہیں۔ فرماتے ہیں۔ جو کہ ہم کو ماننا پڑتا ہے۔ اور آپکے واسطے وہ جزو ایمان کی نہیں ہیں۔ اس واسطے آپ کو ماننا نہیں پڑتا۔ اور وہ یہ ہے حقیقت الوحی صفحہ ۱۶۴ سطر ۱۲ تو اب اس بات کا سہل علاج ہے۔ کہ اگر وہ دیگر لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہیئے۔ کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کریں۔ کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انھوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شبہ نہ پایا جاوے۔ اور نہ کھلے کھلے معجزات کے مکذب ہوں۔ اور وہ دو سو مولوی ہیں۔ یہ ہمارے مسیح موعود کا ارشاد ہے۔ آپ اگر ان کو مسلمان جانتے ہیں۔ تو آپ ان سے اس مضمون مذکورہ بالا کے مطابق عملدرآمد کراویں۔ پھر ہم ان کو مسلمان سمجھ لیں گے۔ بشرطیکہ نفاق کا شائبہ ان میں نہ ہو۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کو مان لیں کیونکہ یہ ہمارے مسیح موعود کا فتویٰ ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔ امید ہے کہ آپ اب کوشش کریں گے۔ اور اگر ایسا نہ کر دکھاؤ گے۔ تو یہ بار آپکی گردن پر ہوگا۔

پھر آپنے لکھا ہے کہ پہلے کلمہ گو کافر بنے۔ اب مسیح موعود کے خاص دوست فاسق فاجر ابلیس بنے۔ میاں صاحب نہ کسی کو کافر کہتے ہیں۔ اور نہ مسیح موعود کے دوستوں کو فاسق فاجر ابلیس کہتے ہیں۔ اور اگر کوئی خود خواہ مخواہ بنے۔ تو میاں صاحب کا کیا قصور!

پھر آپنے لکھا ہے۔ کہ میاں صاحب کا قصور نہیں۔ بلکہ ان لوگوں کا قصور ہے جنھوں نے میاں صاحب کی بیجا تعریفیں کرکے انکے دماغ کو یہانتک بگاڑ دیا۔ کہ وہ اپنی اصلی حیثیت اور قابلیت کو بھی نہیں سمجھ سکتے۔

شاہ صاحب! جس شخص کے بارے میں خدا فرماوے۔ کہ وہ لوگوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ اور وہ حاذق طبیب ہوگا۔ اور وہ آپکے نزدیک خود بیمار ہوگیا ہے۔ خدا اسکو معالج بتلاوے اور آپ اسکو بیمار۔ خدا اسکو فرماوے کہ اے فخر رسل قرب تو معلوم شد۔ تریاق القلوب صفحہ ۴۲۔ اور آپکے نزدیک وہ گرا ہوا ہو جس وقت یہ الہام حضرت اقدس کو ہوا تھا۔ اسوقت خدا کو آپنے صلاح دی تھی کہ ہمارے خیال میں تو وہ خود بیمار ہے۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ وہ اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ نور آتا ہے جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا اور ہمارے خیال میں اس کا دماغ بگڑا ہوا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ہم اس میں اپنی روح ڈالینگے اور اسکی روح کو تو لوگوں نے خراب کر دیا ہے۔ تو فرماتا ہے کہ اس کے سر پر خدا کا سایہ ہوگا تمہارے خیال میں اس کے سر پر فساد یوں کا جو کہ شیخ یعقوب علی وغیرہ ہیں انکا سایہ ہے مسیح موعود تو فرماتا ہے کہ وہ مظہر الاول والآخر ہوگا۔ اور تمہارے خیال میں وہ تو فساد الاول والآخر ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں۔ وہ مظہر الحق والعلا ہوگا۔ وہ اس کے برخلاف ہی۔ اور آپ فرماتے ہیں اس سے قومیں برکت پائیں گی۔ اور وہ تمہارے خیال میں تو الگ اپنی جماعت کو بھی گمراہ کریگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ شاہ صاحب